واعتصموا بحبل اللہ جمیعا ولا تفرقوا

مقام آئمہؑ و مخالفین :-

(۱) جناب رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) سے منقول ہے کہ بعد از علیؑ و حسنؑ و حسینؑ آئمہ، حسینؑ علیہ السلام کی اولاد میں سے ہیں۔ جس نے ان کی اطاعت کی اس نے خدا کی اطاعت کی۔ اور جس نے ان کی نافرمانی کی اس نے خدا کی نافرمانی کی۔ وہ دین کی مضبوط رسی اور اللہ تعالیٰ تک پہنچانے کا واحد وسیلہ ہیں۔

(۲) حضرت امام محمد باقر علیہ السلام اور حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے منقول ہے کہ جو لوگ دوزخ سے نہ نکل سکیں گے۔ اور جن پر سخت عذاب ہوگا، وہ دشمنان علی علیہ السلام ہوں گے۔ (تفسیر صافی)

ماہنامہ

معارف اسلام

لاہور

جون ۱۹۷۳ء

مطابق

جمادی الاول ۱۳۹۳ھ

مدیر مسئول

غیاث الدین

ناشر: ادارہ معارف اسلام (رجسٹرڈ)



خصوصیات

ماہ شمسی و قمری



ماہ جون ۱۹۷۴ء مطابق ۱۰ر جمادی الاول ۱۳۹۴
جمادی الثانی ہجری

(از مدیر اعزازی)

تاریخہائے ولادت وشہادت:-

یوم ولادت حضرت امام زین العابدین ۶ رجون ۱۹۷۴ء مطابق ۱۵ر جمادی الاول ۱۳۹۴ء

یوم شہادت حضرت فاطمۃ الزہراؑ ۲۴ رجون ۱۹۷۴ء مطابق ۳ر جمادی الثانی ۱۳۹۴ء

تاریخہائے نیک و بد:-

نیک:- ۳، ۵، ۶، ۸، ۹، ۱۰، ۱۳، ۱۴، ۱۶، ۱۸، ۲۰، ۲۱، ۲۳، ۲۵، ۲۷ تا ۳۰ رجون

بد:- ۱، ۲، ۴، ۷، ۱۱، ۱۲، ۱۵، ۱۷، ۱۹، ۲۲، ۲۴، ۲۶ رجون ۱۹۷۴ء

ان تاریخوں کا خاص خیال رکھیں:-

تعمیر مکان کے لئے نیک:- ۷ رجون ۱۹۷۴ء
قرض لینے دینے کے لئے بد:- ۸، ۹ رجون ۱۹۷۴ء
نکاح کے لئے بد:- ۱۷ رجون ۱۹۷۴ء
سفر کے لئے بد:- ۱۲، ۲۵ رجون ۱۹۷۴ء

قمر در عقرب:- شروع یکم جون ۱۹۷۴ء ۴ بجکر ۱۰ منٹ پر
ختم ۳ رجون ۱۹۷۴ء رات کو ۱۲ بجکر ۴ منٹ پر

طبی ہدایات:- از حضرت امام رضا علیہ السلام — اس مہینہ میں خون کا غلبہ کم ہو کر صفرا کا غلبہ شروع ہوتا ہے۔ کثرت ریاضت مضر صحت ہے۔ چربی دار گوشت و زعفران کا استعمال نہ کریں۔ ٹھنڈی سبزیاں شفتالو، کھیرا، ککڑی، خربوزہ، لوکی کا استعمال صحت کے لئے مفید ہے۔ بکری، مرغ بھی کا گوشت بہتر ہے۔

پہلے اسے پڑھیئے!

ضروری اعلان

بوجہ حالاتِ ملکی و گورنمنٹ عالیہ کی ہدایات و اعلان مجریہ یکم جون ۱۹۷۲ء

شمارہ ہذا میں سے مندرجہ ذیل مضامین احتیاطاً شائع نہیں کئے گئے:۔

۱:۔ فقہیہ اسلامیہ
۲:۔ حقوقِ نسواں
۳:۔ حقائق و واقعات
۴:۔ علمی جائزے
۵:۔ فوائد شیعیہ

اگرچہ یہ پانچوں مضامین محض تحقیقات کا پہلو لئے ہوتے ہیں۔ اور کسی فرقہ کے خلاف نہیں ہیں۔ محض احتیاط کی وجہ ہے تاکہ معمولی سے معمولی طور پر بھی کسی کی طبیعت کے خلاف نہ گزرے، یہ اس ماہ شائع نہیں کئے گئے۔ آئندہ ماہ انشاء اللہ شامل کئے جائیں گے۔

مدیر معارفِ اسلام لاہور

تعلیماتِ قرآن مجید و محمد و آلِ محمد علیہم السلام کا مبلغ

ماہنامہ

معارف اسلام

لاہور

جلد نمبر ۲۰ | جون ۱۹۷۲ء مطابق جمادی الاول ۱۳۹۲ھ | شمارہ نمبر ۳

سرپرست:- مولانا مفتی سید محمد جعفر صاحب زیدی خطیب جامع مسجد اسلام پورہ لاہور

نگرانِ اعلیٰ:- امداد الملت علامہ سید امداد حسین صاحب کاظمی المشہدی مدظلہ

مدیر اعلیٰ و ناظم ادارہ ——— شیخ غیاث الدین

مدیر اعزازی ——— سید احسن عمرانی

——— بدل اشتراک ———

پاکستان سے سالانہ ۹ روپے
بیرونجات سے سالانہ ۱۲ روپے
قیمت فی پرچہ ۷۵ پیسے
فی پرچہ خصوصی ایک روپیہ

——— زرِ رکنیت ———

پاکستان سے سالانہ ۱۲ روپے کم از کم - بیرونجات سے سالانہ ۱۵ روپے - رکنیت دوامی ۲۰۰ روپے یکمشت

شیخ غیاث الدین پرنٹر پبلشر نے ... پریس لاہور سے چھپوا کر دفتر رسالہ معارف اسلام ... لاہور سے شائع کیا۔

ترتیب

[illegible]

راستی و درستی بہترین سیاست است

کتنی دعا!

ہماری رُکاوٹ کے اسباب

دنیا عالمِ اسباب ہے۔ حاصل نہیں۔ منزل ہے مقام نہیں۔ اگر ہم صحیح مقام پر پہنچ گئے تو راستہ درست ہے۔ اگر نجات حاصل کر کے صحیح مقام امن و اطمینان حاصل ہوگیا تو کامیاب رہے ورنہ دنیا میں تمام وقت ضائع بلکہ محض بیکار ہو کر رہ گیا۔ خالق کائنات نے درستگی کے لئے سلسلۂ انبیاء کو جاری فرمایا۔ اگرچہ فطرت انسانی میں خود وہی ذریعہ ہدایت موجود ہے۔ مگر جب مخالف طاقتیں اسے دبا دیتی ہیں تو بیرونی ہادی کے ذریعے ہدایت دینا ناگزیر ہو جاتا ہے۔ یہ تمام طریق کار بالکل عقل و نقل کے عین مطابق ہے اور آیات قرآن و اقوال معصومین سے اس کی تصدیق ہوتی ہے۔ یہ سلسلہ حضرت آدم علیہ السلام سے ہی جاری ہے۔ مگر اسلام محمدی یا دین کامل کا سلسلہ خلیل خدا حضرت ابراہیم سے جاری ہوا۔ دینِ ابراہیمؑ دینِ محمدی کا مقدمہ تھا۔ ارشاد ہے وَمَن یَّرغَبُ عَن مِّلَّةِ اِبراھِیمَ اِلَّا مَن سَفِهَ نَفسَه۔ (پ۱ ع۱۶) اور کون ہے جو طریقۂ ابراہیمؑ سے منہ پھیرے۔ سوائے اس کے جس نے اپنے نفس کو احمق بنایا۔ والدین و آباؤ اجداد حضور سید المرسلین تمام ملتِ ابراہیمی کے پیروکار تھے۔ خود آنحضرت پیغمبر اسلام کو بھی ہدایت منجانب اللہ موجود ہے کہ حضرت ابراہیم خلیل اللہ ہی کی ملت پر کاربند رہیں۔ بعد از خلیل داستانِ حرم کا واضح نقطہ ذبیح اللہ سے ہوتا ہے۔ اس کی انتہا نواسۂ سید المرسلین حسینؑ ابن علی المرتضیٰ پر ختم ہوتی ہے ؎

غریب و سادہ و رنگیں ہے داستانِ حرم ۔ نہایت اس کی حسینؑ ابتدا ہے اسمٰعیلؑ (اقبال)

مخلوق خدا کی آخری وراثت۔ ہدایت کے لئے ہادیٔ اعظم (ص) کے ظہور سے شیطانی قوتیں جو کھلا الفتن اور اپنے پورے ہتھیاروں سے لیس ہو کر دین اللہ کے خلاف نبرد آزما ہوگئیں۔ منافقین اسلام افراد میں سرایت کر گئے اور اس کا آخری بڑا مقابلہ میدان کربلا میں ہوا۔ پوری کوشش کے ساتھ مصائب کی انتہا کر کے جان نبی و رسول کو وقت سلام سے ہٹانا چاہا۔ مگر ؎

سر داد نہ داد دست در دستِ یزید ۔ حقا کہ بنائے لا الٰہ است حسینؑ

حسینی مسلمانوں میں سالکان کتاب اللہ و عترت اہلبیت رسول اللہ کا قافلہ شہادت حسینی ہی سے رواں دواں ہے۔ شہادت حسینؑ کے بعد سے کسی ایک بھی حکمران کو آج تک جانشین سید المرسلین سے مطالبہ بیعت کرنے کی

جرأت نہیں ہوتی ہے اور یہ قافلہ ہر عہد میں دین اسلام کو بچاتا ہوا، خود ملاوٹ کی آمیزش سے بچتا بچاتا منزل مقصود لیظہرہ علی الدین کلہ کی طرف رواں ہے۔ تمام عالم میں خدائے تعالیٰ کی واحد بادشاہت کا قیام حق جس کے ذریعے ظاہر بظاہر کارفرما ہوگی۔ انشاء اللہ تعالیٰ۔ اگر ایسا نہ ہو تو دین اللہ پر کامل عمل دنیا میں ناممکن ما تسلیم کرنا پڑے گا۔ اور یہ پیغام ربانی عالم انسانیت کے لئے ناقابل عمل تسلیم کرنے کی وجہ سے لایعنی ہو کر رہ جائے گا اور ذات خالق کائنات کے متعلق یہ سوچنا بھی گناہ ہے کہ وہ ایسا حکم نافذ فرمائے جو ناقابل عمل ہو۔ محمد و آل محمد کے ذریعے دین اسلام قائم ہے۔ یہ محمد مصطفےٰ کا نعرہ ہے۔ یہ علی المرتضیٰ کا فیض ہے۔ یہ حسن و حسین شریفین مجتبیٰ اور سید الشہداء کا فیض ہے کہ دین اپنی اصلی صورت میں قائم ہے۔ مبارک ہیں اس قافلے والے جو حسینی مشن کی ترویج و حفاظت کا ذریعہ ہیں۔ اور خوش نصیب ہیں اس مقصد کو حاصل کرنے کے لئے تڑپ عشق بے حد رکھنے والے ہو [illegible] کہ علماء زنگ اقتدار اور جیب دنیا میں کھو گئے۔ وہ سب فنا رہتا ہے۔ اس آخری دور میں جب [illegible] جمہور نے پہلا قدم اٹھایا۔ آخر ہم معصوم تو نہیں۔ زمانہ کا رنگ جتنا دیکھ کر ہمیں بھی رنگ جانے کا شوق دامنگیر ہے ملکی سیاست تو ہو سکتا ہے [illegible] اپنی اندرونی قومی سیاست ہی الجھ چکے ہیں۔ علماء و شیعان کی رکاوٹ بن گئی ہیں ــــ ہمارے نشر و اشاعت و حفاظت دین حقہ کا جو پروگرام جاری تھا اور قافلہ مقصود کی طرف جو جاری و ساری تھا۔ اس کے اثرات ہمارے ذاتی عزت و شہرت کی وجہ سے غیر موثر ہو گئے ہیں ہم اچھے ہوتے ہوئے بھی بدنام ہو رہے ہیں۔ مستحق حقوق ہوتے ہوئے بھی اپنی نااتفاقی و انتشار کی وجہ سے حقوق سے محروم ہو رہے ہیں۔ طاقتور ہوتے ہوئے بھی کمزور سمجھے جا رہے ہیں۔ الغرض اس داستان کا یہ ہے کہ احساس کمتری میں مبتلا ہو کر ہم خود بھی اپنے آپ کو کمزور و ناتواں، بداعمال و بدکردار سمجھنے لگے ہیں۔ اسے دل شکستگی کہا جائے یا افسردگی؟ اور اس کی وجہ محض ایک اور صرف ایک ہی نظر آتی ہے۔ وہ یہ کہ مقصد کو چھوڑ کر ہم نے ذات کو پیش نظر رکھ لیا ہے اور ذات ہی کو اپنا مقصد بنا لیا ہے۔ جس کی وجہ سے ہم پر انتشار کی [illegible] شروع ہو چکی ہے۔ ہمارے دین کو بدنام کیا جا رہا ہے۔ غلط اور بے بنیاد عقائد کو ہم سے منسوب کیا جا رہا ہے۔ چاہیئے یہ کہ ہمارے علماء و ذاکرین اپنی شخصیت و ذات کو بالائے طاق رکھ کر صرف اپنے دینی مقاصد ہی کو پیش نظر رکھیں۔ پھر یہ [illegible] امام حسین علیہ السلام ہونے کی وجہ سے خود بخود زندہ جاوید ہو سکتے ہیں۔ جب سے ذاتی وجاہت و شہرت کے سوالات سامنے آ گئے ہیں۔ حصول مقاصد میں بہت بڑی رکاوٹ پیدا ہو چکی ہے۔ دین سیکھنے کی بجائے [illegible] ہو رہا ہے کوئی آپ کی بات بھی سننے کو تیار نہیں۔ حق فرمایا خالق انسان نے ولا تنازعوا فتفشلوا وتذهب ریحکم ... (پ ۱۰ - ع ۲) اور آپس میں جھگڑا نہ کرو۔ ورنہ تم ہمت ہار جاؤ گے اور تمہاری ہوا اکھڑ جائے گی۔ (ع)

معارف اسلام میں دو مفید اضافے

اس شمارہ سے معارف اسلام میں ایک تو باب الفقہ کا اضافہ ہو رہا ہے جس میں حضرت اعلم العلماء و افقہ الفقہاء مجتہد اعظم حضرت آقای سید محمد کاظم شریعتمدار مدظلہ العالی حوزہ علمیہ قم کے مسائل فقہ درج کئے جائیں گے جن کے بعض دقائق کی تشریح جناب جلیل القاب ڈاکٹر حسن عسکری مرزا خلف اکبر حضرت علامہ الحاج مرزا احمد علی اعلی اللہ مقامہ نائب صدر اعلیٰ ادارہ معارف اسلام پاکستان بصورت فٹ نوٹ فرمائیں گے۔ مسائل شروع کرنے سے پیشتر فقہ اسلام پر مقدمہ ڈاکٹر صاحب موصوف کا اس حالیہ اشاعت میں درج ہے۔ یہ سلسلہ انشاء اللہ تعالیٰ جاری رہے گا۔ دوسرے آقای شریعتمدار مدظلہ سے ان کے متعلق ہدایات بھی لیتے رہیں گے۔

دوسرا اہم اضافہ کتاب مستطاب "فوائد ضیغمیہ" کی اشاعت کا اجراء ہے۔ یہ کتاب حضرت ضیغم اسلام علامۃ الحاج مرزا احمد علی مرحوم و مغفور اعلی اللہ مقامہ کے ملفوظات کو اپنے دامن میں لئے ہوئے ہے۔ یہ بھی علامہ مرحوم کے فرزند اکبر ڈاکٹر حسن عسکری بن احمد کی کاوش کا عمدہ نتیجہ ہے۔ جس میں علامہ مرحوم کی زندگی کے واقعات درج کئے جائیں گے جو آنجناب کے مناظروں، بحثوں، مکالموں اور دیگر واقعات جو خدمات دین اسلام سے متعلق ہیں، درج ہوں گے۔ یہ کتاب نہ صرف یادگار علمی خزانہ ہوگی بلکہ علمائے دین حق اور ذی علم طبقہ مبلغین و مناظرین وغیرہ کے لئے بہت فائدہ مند اور رہنما ثابت ہوگی۔ واضح رہے کہ ہر شمارہ میں اس کے آٹھ صفحات مسلسل صورت سے شائع کئے جائیں گے۔ یعنی ابتداء اس شمارہ میں ص۱ تا ص۸۔ دوسرے ماہ میں ص۹ تا ۱۶، تیسرے ماہ میں ص۱۷ تا ص۲۴۔ اسی طرح مسلسل صفحات کے ساتھ شائع ہوگی۔ تاکہ اختتام کے بعد قارئین معارف تمام اجزاء اکٹھے کرکے اسے علیحدہ کتاب کی صورت میں جلد کروا سکیں۔ علم دوست حضرات نوٹ فرمالیں۔

معارف اسلام کا مقصد

قارئین معارف اس حقیقت سے پوری طرح آگاہ ہیں کہ ادارہ معارف اسلام کوئی تجارتی یا کسی کا ذاتی ملکیتی ادارہ نہیں ہے۔ بلکہ ضابطہ کے مطابق یہ ایک نظام کے ماتحت چل رہا ہے۔ کوئی اس کا مالک نہیں۔ بلکہ جو بھی آمدنی کم یا زیادہ ہوتی ہے وہ اس کے مقاصد کے تحت تعلیمات محمد و آل محمد پر صرف ہو جاتی ہے۔ ماسوائے دفتری اسٹاف کے منتظمین میں سے کوئی تنخواہ یا کسی دوسری صورت میں معاوضہ نہیں لیتا۔ لہٰذا دوسرے اداروں و غیر اسلامی مشنوں کی طرح اس الزام سے بری ہیں کہ یہ معاوضہ لیکر تبلیغ کرتے ہیں۔ چونکہ ہم اس کو دین حق تصور کرتے ہیں۔ لہٰذا اپنا فرض سمجھتے ہوئے حق بات سمجھتے اور کہتے رہیں۔ یہی اسوۂ آئمۂ اطہار ہے

اُن مقدس ہستیوں نے حکومت حاصل کرنے کے لالچ میں اسلام کا نام بلند نہیں کیا بلکہ تحفظ و اجرائے دینِ حق کے لئے اپنی جانیں تک قربان کر دیں۔ اپنا مال و دولت اسلام و اہلِ اسلام کے لئے صرف کر ڈالا۔ ہم بھی اگر اُن ہی کی پیروی کرنے کا اقرار کرتے ہیں اور لوگوں کو تلقین کرتے ہیں۔ لہٰذا مقصد اپنی ذات کو پروجیکٹ کرنا نہیں بلکہ اپنی استطاعت اور ہمت کے مطابق اشاعتِ دینِ حق ہے۔ اگر اس سے بہتر ہمیں کوئی اور مسلک بتاتا اس سے زیادہ پاکیزہ تعلیمات ملتیں تو ہم فوراً اسے قبول کر لیتے۔ یہی وجہ ہے اس کے منتظمین باوجود اپنی ذاتی دیگر مصروفیات و فرائض کے اپنے جذبۂ ایمانی و فرائضِ مذہبی کے پیشِ نظر کچھ وقت نکال کر معارف اسلام کیلئے کام کرتے رہتے ہیں۔ اسی لئے معارف اسلام کی نشریات نہ صرف تبلیغ دینِ اسلام کے لئے بلکہ اصلاحِ مسلمین کے لئے بھی کافی موثر ہوا کرتی ہیں۔ معارف اسلام نہ تو مقامی ملکی سیاسیات میں دخل دیتا ہے نہ ہی قومی اختلافات یا علماء و لیڈران کے ذاتی اختلافات میں دخل دینا مناسب سمجھتا ہے۔ اہلِ اسلام کے کسی مستقل فرقہ کے مسلک میں دخل دینا بھی معارف کے مقاصد میں نہیں۔ لا اکراہ فی الدین ہماری پالیسی ہے۔ اسی لئے آج تک معارف اسلام نے کبھی کسی دیگر مسلک کے متعلق پہل نہیں کی۔ مگر جب پاکستان کے بعض ناعاقبت اندیش اور مخالفِ پاکستان بیرونی فرقہ وارانہ انتشار پیدا کرنے کی کوشش کرتے ہیں اور خاص طور پر شیعہ اسلامی مسلک فکر کو تختۂ مشق بناتے ہیں تو مجبوراً بطور دفاع ہمیں مناسب و معقول جواب دینا پڑتا ہے۔

اب مثلاً ماہنامہ طلوعِ اسلام لاہور نے بغیر ہماری طرف سے کسی تذکرہ و مطالبہ و مخالفت کے لکھ دیا کہ "شیعہ حضرات کا یہ عقیدہ ہے کہ جو قرآن مسلمانوں میں مروج ہے وہ محرف ہے"۔ اب بتایئے کہ اس کو کیا سمجھا جائے یہ ہمیں بدنام کرنا نہیں تو اور کیا ہے۔ جبکہ اس عقیدہ کا شیعہ مسلک اسلامیہ میں کوئی وجود نہیں۔ جواب دینا ہمارا فرض ہو گیا۔

پاکستان میں تقریباً ہر فرقے کے مسلمان آباد ہیں۔ لہٰذا ضروری ہے کہ کوئی کسی دوسرے مسلک کی مخالفت نہ کرے بلکہ اپنے طریقے کی تبلیغ کرے۔ مثبت انداز میں نہ کہ دوسروں کے مسلک کی برائیاں بیان کرے۔ ہم یہ کہہ رہے ہیں کہ جن کے سامنے تمام اسلامی فرقوں کے صحیح عقائد کھلی کتاب کی طرح موجود ہیں مگر کسی کی مخالفت کرنا ہماری پالیسی میں شامل نہیں۔ ہم بہت کچھ لکھ سکتے ہیں۔ مگر جب خود ہمارے پاس علم و جواہرات کا خزانہ موجود ہے جس کی آبیاری کی وجہ سے دیگر مصنوعات خود بخود ہی ماند پڑ جاتے ہیں تو ہمیں کیا ضرورت ہے کہ ان کی برائی کریں۔ کیونکہ ہم تو سب کو اپنا بھائی مانتے ہیں۔ ان کو بھی کہ جن کی ترقی و برتری کو تمام اہلِ اسلام تسلیم کرتے ہیں اور اگر اہل اسلام تسلیم نہ کریں تو ان کی عبادت تک درست نہیں ——— بہرحال یہی طریق کار اہل پاکستان کے لئے بہتر ہے اور یہی معارف اسلام کی پالیسی ہے۔ (ر۔غ)

ارشاداتِ معصومینؑ

کلماتِ سید المرسلین وائمۂ طاہرین

انتخاب و ترجمہ: سید جمیل احمد رضوی ایم۔اے مدظلہ

حرمتِ حسد

روحانی امراض میں سے ایک بڑا مرض ہے۔ یہ جسم و روح دونوں کے لئے باعثِ فساد ہے۔ چنانکہ کتابِ خدا اور فرمودات معصومینؑ میں اس سے بچنے کا حکم دیا گیا ہے۔ چنانچہ قرآن حکیم میں ارشادِ رب العزت ہے: وَلَا تَتَمَنَّوْا مَا فَضَّلَ اللّٰهُ بِهٖ بَعْضَكُمْ عَلٰى بَعْضٍ (نساء: ۳۲) یعنی اس کی آرزو نہ کرو جو اللہ تعالیٰ نے تم میں سے بعض کو بعض پر اپنے فضل سے دیا ہے۔ دوسرے مقام پر ارشاد ہے: اَمْ يَحْسُدُوْنَ النَّاسَ عَلٰى مَآ اٰتٰىهُمُ اللّٰهُ مِنْ فَضْلِهٖ (نساء: ۵۴) یعنی کیا وہ لوگوں پر حسد کرتے ہیں اس پر جو اللہ تعالیٰ نے اُن کو اپنے فضل سے عطا کیا ہے۔ سورہ فلق میں اللہ تعالیٰ نے فرماتا ہے: وَمِنْ شَرِّ حَاسِدٍ اِذَا حَسَدَ (الفلق: ۵) یعنی اے خدا! میں حاسد کے شر سے تیری پناہ مانگتا ہوں، جبکہ وہ مومن کے ساتھ حسد کرے۔

حضرت پیغمبرِ خداؐ نے فرمایا: حسد اعمالِ حسنہ کو اس طرح کھا جاتا ہے جس طرح آگ ایندھن کو جلا دیتی ہے۔ آپ نے فرمایا: وہ وحشتناک چیز جس سے میں اپنی اُمت کے بارے میں ڈرتا ہوں یہ ہے کہ اُن کے پاس مال زیادہ ہو جائے گا اور وہ ایک دوسرے سے حسد کریں گے اور باہم قتال کریں گے۔ پھر فرمایا: اللہ کی نعمتوں کے دشمن ہیں۔ آپ سے دریافت کیا گیا کہ وہ کون ہیں؟ فرمایا: جو دوسروں کے ساتھ اس پر حسد کرتے ہیں، جو اللہ تعالیٰ نے اُن پر فضل کیا ہے۔ حضرت ابو عبد اللہؑ سے منقول ہے کہ دین کی آفت حسد، خود بینی اور فخر ہے۔

حضرت علیؑ نے فرمایا: حاسد آسودہ نہیں ہوتا۔ حاسد ہمیشہ مغموم و محزون رہتا ہے۔ مقامِ تعجب ہے کہ حاسد اپنے تن کی سلامتی سے غافل ہوتے ہیں۔ حسد جسم انسانی کو فنا کر دیتا ہے۔ حسد جسم کے لئے قید خانہ ہے۔ حسد سے ڈرو کیونکہ وہ انسانی روح کو معیوب بنا دیتا ہے۔

رسولِ خدا نے فرمایا: "پہلی امتوں کا مرض تم میں نفوذ کر گیا ہے۔ بغض اور دشمنی، یہ دونوں چیزیں میں یہ نہیں کہتا کہ بالوں کا ہلاک کرنے والا ہے بلکہ دین کو ہلاک کرنے والا ہے۔ اس ذات کی قسم جس کے ہاتھوں میں محمدؐ کی جان ہے، تم جنت میں ہرگز نہ جاؤ گے جب تک کہ ایمان نہ لاؤ گے۔ اور اس وقت تک ایمان نہ لاؤ گے جب تک تم باہم محبت نہ رکھو۔ کیا تم چاہتے ہو کہ میں تمہیں اس چیز کی خبر دوں جس کے ساتھ دوستی کی جاتی ہے؟ سلام کو آپس میں آشکار کرو۔ اور فرمایا کہ میں اپنی امت کے بارے میں اس بات سے ڈرتا ہوں کہ اس کے پاس مال زیادہ ہو جائے گا اور میرے امتی آپس میں حسد کریں گے اور مارے جائیں گے۔

رسولِ خدا نے فرمایا: چھ قسم کے لوگ حساب سے پہلے ہی جہنم میں جائیں گے۔ عرض کی گئی یا رسولؐ! وہ کون لوگ ہیں۔ فرمایا: حاکم ظلم و ستم کی وجہ سے۔ عرب عصبیت کی وجہ سے۔ دہقان کبر و نخوت کی وجہ سے۔ تاجر خیانت کی وجہ سے۔ اہلِ دیہات جہالت کی وجہ سے اور علماء حسد کی بنا پر۔

حدیث نبویؐ میں وارد ہوا ہے کہ خوشامد اور حسد اخلاقِ مومن میں سے نہیں ہیں۔ مگر طلبِ علم میں۔

مرد انصاری کی حکایت: غزالی کہتے ہیں کہ ایک روز رسولِ خدا چند صحابہ کے ساتھ مسجد میں تشریف فرما تھے۔ آنحضرتؐ نے فرمایا: اب جو شخص مسجد میں داخل ہوگا وہ اہلِ بہشت میں سے ہے۔ اصحاب نے دروازے کی طرف ٹکٹکی لگائی تاکہ دیکھیں کہ بہشتی کون ہے۔ اتنے میں ایک انصاری مسجد میں داخل ہوا۔ وضو کے پانی کے قطرے اس کے چہرے سے بہہ رہے تھے۔ دوسرے روز رسولِ خدا کے اصحاب مسجد میں آپ کی خدمت میں حاضر تھے کہ آنحضرتؐ نے کل والی بات دہرائی۔ انھوں نے دیکھا کہ پھر وہی مرد انصاری مسجد میں داخل ہوا۔ تیسرے روز بھی آپ نے وہی جملہ اس کے بارے میں ارشاد فرمایا۔

عبداللہ بن عمرو عاص جو کہ اپنے آپ کو زاہد و پرہیزگار سمجھتے تھے اس انصاری کا سراغ لگانے کے لیے نکلے اور اس سے کہنے لگے کہ میرا والد سے جھگڑا ہو گیا ہے۔ میں تین روز تک باپ کے گھر نہ جاؤں گا۔ کیا آپ مجھے ان تینوں دنوں کے لیے مہمان رکھ لیں گے۔ انھوں نے کہا: ہاں! عبداللہ رات بھر اس دھن میں رہتے کہ انصاری کے اعمال کو دیکھ سکیں جس کے متعلق اللہ کے پیغمبرؐ نے ایسا فرمایا ہے۔ عبداللہ کے انتظار کے خلاف وہ (مرد انصاری) شب بھر سوتے رہتے اور صبح اٹھ کر نماز ادا کی۔ عبداللہ حیران ہوئے کہ اتنی کم عبادت کرنے والے کو آپ بہشتی کیوں سمجھتے ہیں۔ دوسری اور تیسری رات بھی ایسا ہی ہوا۔ صبح کے وقت عبداللہ نے مرد انصاری سے کہا۔ میرے اور میرے باپ کے درمیان کوئی جھگڑا نہ تھا

صحیفہ کو اپنے بیٹے کے ہاتھ جناب عثمان کے پاس بھیجا اور کہلوایا فانّ فیہ امر النبی صلعم فی الصدقۃ
پس یہ تحقیق کہ اس صحیفہ میں صدقات کے متعلق اوامر و احکام ہیں (کتاب الخمس، کتاب الجہاد)۔

حضرت علیؑ نے فرمایا۔۔ ماکتبنا عن النبی صلعم الا القرآن وما فی ہذہ الصحیفۃ۔ قال النبی
یعنی ہم نے نبی اکرمؐ سے کچھ نہیں لکھا سوائے قرآن اور جو کچھ اس صحیفہ میں اقوال نبیؐ میں سے ہے۔ (باب اثم
من عاہد ثم غدر، کتاب الجہاد)۔ حضرت علیؑ سے پوچھا گیا ھل عندکم کتاب۔ آپ کے پاس کچھ مکتوب ہے
قال لا الا کتاب اللہ او فہم اعطیہ رجل مسلم او ما فی ہذہ الصحیفۃ۔ حضرت علیؑ نے فرمایا
نہیں۔ مگر کتاب اللہ اور مرد مسلم کو عطا کردہ فہم خدا کتاب اللہ اور جو کچھ اس صحیفہ میں احکام ہیں۔ یہی کچھ
ہمارے پاس نوشتہ ہیں۔ (کتاب العلم باب کتابۃ العلم)

فقہ جعفریہ

شیعہ فقہ یا فقہ جعفریہ کی نشر و اشاعت میں اور تدوین و کتابت میں نبی اکرمؐ اور حضرت
علیؑ نے اساسی کام کیا۔ پھر امامین شریفین حسنینؑ، پھر امام زین العابدینؑ، امام محمد باقرؑ
اور پھر امام جعفر صادقؑ نے نمایاں حصہ لیا۔ امام جعفر صادق علیہ السلام سے اس فقہ کو خصوصی نسبت کئی
وجوہات سے ہے۔ آپ کا عہد امامت ان ملکی و حکمرانی جور و استبداد سے پاک تھا جو بنی امیہ نے اہل بیت
الہدیٰ اور ان کے دین و فقہ کی نشر و اشاعت پر روا رکھی تھی۔ اموی حکومت نے دم توڑ دیا تھا اور عباسی
حکومت ابھر رہی تھی۔ پس امام جعفر صادق علیہ السلام نے اپنے آبا و اجداد و امجاد کی تعلیمات کو عام کیا۔ نشر و
اشاعت اور ترویج و تبلیغ کی سب پابندیاں جو دور اول سے ہی سقیفائی خلافت نے عائد کر دی تھیں اور بنو
امیہ کے عہد میں عروج پر تھیں کہ بحکم امیر وقت جامع مساجد کے منبروں پر حضرت علیؑ مقتدائے اول و اعلیٰ اور مرجع
الصحابہ پر (نعوذ باللہ) سب و شتم ہوتا رہا۔ یہ سب پابندیاں اس دور میں اپنے آپ ختم ہو گئیں۔ اس لئے یہ فقہ
فقہ عام طور پر رائج ہوا۔ اور امام جعفر صادقؑ مرجع خاص و عام ہوئے۔ مرجع انام ہوئے۔ حقیقت میں یہی
فقہ محمدیہ ہے یہی فقہ علویہ ہے یہی فقہ حسنیہ ہے اور یہی فقہ حسینیہ ہے یہی فقہ سجادیہ، یہی فقہ باقریہ
اور یہی فقہ جعفریہ ہے۔ مابعد کے آئمہ اہل بیت اثنا عشریہ بھی اسی کو پیش کرتے رہے۔ اور خلیفۃ الرحمٰن
شریک القرآن امام مہدی علیہ السلام بھی اسی کی ترویج کریں گے۔

فقہ الفقہاء

حنفی فقیہ ابو حنیفہ کی سوانح حیات موسومہ سیرۃ النعمان میں امام محمد باقرؑ کی شاگردی کے
عنوان سے جناب شبلی نعمانی آنجہانی یوں رقمطراز ہیں۔ ابو حنیفہ مدینے گئے تو امام
محمد باقر علیہ و آبائہ الصلوٰۃ والسلام کی خدمت میں بھی حاضر ہوئے اور ایک مدت تک استفادہ کی خاطر
ان کی خدمت میں حاضر ہوتے رہے اور فقہ و حدیث کے متعلق بہت سی نادر باتیں حاصل کیں۔ امام محمد باقر

کے فرزند رشید حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام کے فیض صحبت سے بھی بہت کچھ فائدہ اٹھایا۔
نے اس سے انکار کیا ہے کہ ابو حنیفہ امام جعفر صادق کے ہمعصر اور ہمسر تھے، اس لئے شاگردی کیوں
کرتے۔ لیکن یہ ابن تیمیہ کی گستاخی اور خیرہ چشمی ہے۔ ابو حنیفہ لاکھ مجتہد اور فقیہ ہوں، لیکن فضل
میں ان کو امام جعفر صادق سے کیا نسبت؟ حدیث و فقہ بلکہ تمام مذہبی علوم تو اہلبیت کے گھر
فصاحب البیت ادریٰ بما فیھا۔ اور صاحب خانہ ہی بہتر جان سکتا ہے اور بہتر جانتا ہے جو

فقہ جعفریہ کی برتری

فقہ جعفریہ اسلامیہ باقی دوسرے مسالک فقہ سے کئی حاظ سے
بے اور امتیازی شان رکھتا ہے۔ یہی وہ فقہ ہے جو سلسلۃ الذہب
کی روایات پر اپنی بنیاد استوار کرتا ہے۔ اصول فقہ میں یہ کتاب اللہ اور سنت رسول اللہ کو اہمیت
دیتا ہے۔ اس مسلک میں توحید مع عدل، باقی کے موحدین (اور غیر مقلدین) کی توحید سے اعلیٰ
میں نبوت کا تصور (CONCEPTION) بڑا پرفیکٹ اور ارفع۔ انبیاء کی شان سب سے بلند
کا عقیدہ عین قرآنی اور معاد کا تصور وہی جو وحی الٰہی نے بتلایا۔ اور پیغمبر اسلام نے ہم تک پہنچایا

فقہ جعفریہ یہ اپنی تدوین و ترویج میں کبھی بھی ملکی اقتدار کا مرہون منت اور حکومت
کا دست نگر نہیں رہا۔ نہ اس کی نشر و اشاعت میں حکمرانوں کا ہاتھ
اور نہ ہی وہ حکومت کے مصالح اور وقتی سیاست کی پیداوار ہے۔ سقوطِ ملکی کا بھی
اس پر اثر انداز نہیں ہوا۔ استبداد جب بھی راہ میں آیا، یہ سد راہ بن کر آیا۔ ڈنڈوں کے زور
سے کبھی وہ رائج نہیں کرایا گیا۔

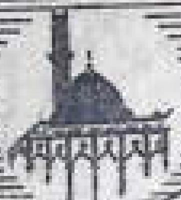
آج دنیا کا کوئی گوشہ ایسا نہیں، جہاں مسلمان نہ ہوں اور فقہ جعفریہ پر عمل پیرا نہ ہوں
انہوں نے جعفری باش گر خدا خواہی ؎ ورنہ در ہر طریق گمراہی

جعفریہ اجتہاد و تقلید کے تصور و نظریہ میں بھی باقی مقلدین مسالک فقہ (یعنی
مالکیوں، حنفیوں، شافعیوں اور حنبلیوں) سے بہت مختلف ہیں۔ ان سب میں اجتہاد
و تقلید جامد ہے۔ مگر مجتہد اعلم اور فقیہ اعظم کا تصور اور مجتہد جامع الشرائط اور مرجع
کی تقلید میں فقہ جعفریہ اپنی منفرد شان رکھتا ہے۔ مجتہد العصر والزمان اور تقلید مجتہد زندہ
کی کوئی گنجائش باقی مقلدین میں نہیں ہے۔

آمدم بر سر مطلب ہم ان صفحات میں انشاء اللہ شرع محمدیہ اور فقہ جعفریہ کے
احکام و مسائل تقلیدیہ کو مطابق فتاویٰ آیۃ اللہ العظمیٰ

روانی صفحت

منظومات



...اسلام کے آئیں ←

شہ مرداں کی طرح

از:- استاذ الشعراء حضرت سہیل بنارسی مدظلہ

...نکھوں میں رہے لؤلؤ و مرجاں کی طرح
داغ دل جلتے رہے شمع فروزاں کی طرح

...دن کو لبوں پر تھی "زباں پر شیریں"
صبح بے نور رہی شام غریباں کی طرح

...کا غم خوار کہیں، دن کا عزا خانہ کہیں
دین سے ٹکرانے کو دنیا بڑھی طوفاں کی طرح

...ادوں میں نہیں فاطمۂ زہرا کی مثال
تار آنسو کے مسلسل رہے باراں کی طرح

...کی یادیں، اپنے کو فراموش کیا
دن گزارے شب تاریک بیاباں کی طرح

...کے ہمراہ تھا، آفت کی شکایت کا الم
وسعت ارض و سما تنگ تھی زنداں کی طرح

...یوسیاں تھیں، فرد جیسے افسانے میں
غم سے دل آج بھی سی پارہ ہے قرآں کی طرح

...کا بھی تھا، شوہر کا بھی، بیٹوں کا بھی غم
پیکر غم تھیں ثبات ان کا تھا فاراں کی طرح

...کردار تھا اک درس زمانے کے لئے
ظلمت کفر میں ضوپاش تھیں ایماں کی طرح

...صد پاش میں تھا حسرت و حرماں کا ہجوم
دل تھا آباد، مگر گنج شہیداں کی طرح

...کے قربانیاں بیٹوں کی، ہر اک فخر خلیل
کام اسلام کے آئیں، شہ مرداں کی طرح

...پیش نظر، نزع کے آثار بھی تھے
فکر امت تھی، مگر ختم رسولاں کی طرح

...خصت جہاں، عازم فردوس ہوئی
جسم سے روح چلی نکہت ریحاں کی طرح

...زندگی پر ورد، سوانح عمری
اہل عرفاں کی نگاہوں میں ہے عرفاں کی طرح

رات کے پردے میں ہر چند اٹھی تھی میت
نقش روشن ہے سہیل اختر تاباں کی طرح



زیرِ ترتیب بیاضِ تفسیرِ مودت کا ایک غیر مطبوعہ ورق - از خلائے اہلبیت سید خدا بخاری

شمس الضحیٰ میں ہے کبھی بدر الدجیٰ میں ہے
تیرا ہی نور ارض و سما کی ضیا میں ہے

قرآن پاک میرے نبیؐ کی ثنا میں ہے — اور پنجتنؑ کی شان، حدیثِ کسا میں ہے
جو لطف و سرور چشمِ مصطفےٰ میں ہے — اس کا تمام کیف ہے قولِ کفا میں ہے
ہر فیضِ مصطفےٰ کا شرف لافتیٰ میں ہے — توفیق سب امور کی دستِ خدا میں ہے
وہ بات جو مقامِ شرفِ لافتیٰ میں ہے — سوچے کوئی تو اس سے سوا انما میں ہے
دو ٹکڑے چاند کر دیا میرے رسولؐ نے — انسان کا شعور ابھی تک خلا میں ہے
وہ بات زاہدوں کے تقدس میں ہے کہاں — مستوں قلندروں کی جو رمزِ انا میں ہے
دل کو سکون ملتا ہے ذکرِ حبیب سے — مولا ترا ہی نام مری ہر ادا میں ہے
پابند مومنوں کو مودت پہ کر دیا — مخفی یہ راز آیۂ قل لا و بلٰی میں ہے
محفوظ کرے نگاہ مرد و مہر کو جو حسن — تو قتلِ حسینؑ کے وہ نور و ضیا میں ہے
سجدہ میں شکر کر کے یہ بتلا گئے حسینؑ — ہر اک رضا خدا کی بشر کی رضا میں ہے
حبِ علیؑ و شبّرؑ و شبیرؑ کے بغیر — پھولوں میں رنگ ہے نہ روانی ہوا میں ہے
نااہل و بے خبر کو جو کیا اس کی کچھ خبر — کتنا سرور آلِ نبیؐ کی ثنا میں ہے
کچھ اس طرح سے جان فدا کی حسینؑ پر — عباسؑ! تیرا تذکرہ اہلِ وفا میں ہے
یا رب بلطفِ آلِ عباؑ، ہم پہ ہو کرم — اسلام آج پھر تو اک کرب و بلا میں ہے
پھر کیوں نہ ہو جواب اجابت برس لئے — دونوں جہاں کا درد جو میری نوا میں ہے

آلِ نبیؐ کو قتل کیا جس جفا کے ساتھ
ہر زخم اس کا آج بھی قلبِ فنا میں ہے

[illegible]

مجذوب

فکر شیخ ضیاء اللہ صاحب ضیا - سوداگر
انارکلی - لاہور

۱ روشنی! روشنی! کہتا ہوا اِک دیوانہ ؛ صبحدم شہر میں آتا ہے، کسی بستی سے
اس کی وحشت سے برستا ہے تقدس کا جلال ؛ اک متانت ہے عیاں اس کی جواں مستی سے

۲ خشکی و حدتِ موسم سے ہے بیگانہ سا ؛ اس کا جھلسا ہوا کمہلایا ہوا عریاں بدن
صبحدم روز اسی دھن میں چلا آتا ہے ؛ ڈھونڈھتا ہے کسی گم گشتہ تجلی کی کرن

۳ شب کا عفریت ہے، شمشیرِ سحر سے دو نیم ؛ پرچم افروز ہے زرتاب اُجالوں کی ردا
نقرئی کرنوں نے بخشا ہے زمانے کو فروغ ؛ جگمگا اٹھی ہے، تنویر سے عالم کی فضا

۴ صبحِ نورستہ کے زرپوش ضیا خانوں میں ؛ اس کو ہے کونسے مفقود اُجالوں کی تلاش؟
کونسی فکر نے مجذوب کیا ہے اس کو ؛ اس کو ہے کونسے ناپید ضیاؤں کی تلاش؟

۵ یہ اسی روشنیِ حق کا نہ ہو شیدائی ؛ جس کو پھیلانے کی خاطر کٹا شبیر کا سر
جس کی تبلیغ میں مجروح ہوئی لاشِ حسن ؛ اور چھینی گئی زینب کی مقدس چادر

۶ ہے یہ وہ روشنی، جس کا ہے تعلق دل سے ؛ مہر و خورشید کے لمعات میں یہ چیز کہاں
فردِ مومن کو یہ ملتی ہے، علی کے در سے ؛ اس کے شاہد ہیں غفاری و بلال و سلمان

۷ پوچھتا کوئی نہیں بات، یہ دیوانے سے ؛ لوگ بے ساختہ ہنس دیتے ہیں دیوانے پر
طفل بھی اس کا ہر سمت اڑاتے ہیں مذاق ؛ اور برساتے ہیں پتھر بھی سرِ راہ گزر

۸ روشنی! روشنی! کہتا ہوا، یہ دیوانہ ؛ لوٹ جاتا ہے اسی دھن میں کسی بستی کو
لوگ اس خندۂ بیجا سے عیاں کرتے ہیں ؛ اپنے احساس کی تقیہ زدہ پستی کو

۹ کتنے دیوانے اسی فکر میں ہو کر مجذوب!
صورتِ میثمِ تمار ہوئے ہیں مصلوب!

مجذوب کے پس منظر میں ہر وہ شخص جلوہ افروز ہے، جو روزِ عاشور جلوسِ ماتم میں شریک ہو کر زمانہ کو اسی روشنی کی طرف دعوت دیتا ہے (ضیا)

قصیدہ در مدحت امام زین العابدینؑ

از: شاعرِ آلِ محمدؐ جناب محسن بنارسی، مدظلہٗ
کراچی

بہار آئی کھلے گل، ہر طرف ساماں ہے عشرت کا
گھٹا اٹھی برسنے کو ہے ہر سُو، ابرِ رحمت کا

گلوں کا رنگ سپے نکھرا ہوا شبنم کے قطروں سے
شفق کی روشنی میں کیف ہے عارض کی رنگت کا

بہار آئی نظر آتا ہے، ہر سُو فیضِ قدرت کا
گلستاں کی یہ کلیاں رازِ سربستہ ہیں قدرت کا

جواناں چمن ہیں مست، ہر جا مدح خواں تسبیح
ہر اک جانب خوشی پھیلی ہے، دم بھرتے ہیں اُلفت کا

خدا کے فضل سے، ہنگامۂ فصلِ بہاری ہے
لبالب ہو جو ساغر، شور ہو خوبیٔ قسمت کا

وہ ساقی آ گیا، گردش میں آیا خود بخود ساغر
لگے پینے والو، جام اب صہبائے عشرت کا

کوئی محفل سے کیوں تشنہ دہن اُٹھے مرے ساقی
ہے چرچا جابجا رندوں میں اب تیری عنایت کا

ہزاروں حسرتیں لےکر یہاں سب رند آئے ہیں
مرے ساقی یہاں مجمع ہے سب اہلِ مودّت کا

نہ واعظ کی ہے پروا اور نہ مجھ کو محتسب کا ڈر
ازل سے بادہ کش ہوں، ساقیٔ اوّل کی اُلفت کا

خوشا قسمت کہ ہوں مداح میں آلِ محمدؐ کا
یہ آبائی ہے پیشہ اور اثر ہے فیضِ صحبت کا

ولادت ہے امام سیّد سجّادؑ کی ساقی
عنایت جام ہو جو تھا، یہ صدقہ اُن کی اُلفت کا

مری مدحت سرائی فیض ہے جوشِ عقیدت کا
یہ بخشش کا ذریعہ بھی ہے اور خوبیٔ قسمت کا

عطا حق نے کیا علمِ لدنی تم کو اے مولا!
علیؑ کے لعل ہو، ہے منکشف اسرارِ قدرت کا

عبادت کیوں نہ کرتی ناز زین العابدیں تم پر
عبادت پر عبادت تھا یہ قائم تیری رفعت کا

یہ وہ ہیں تشنگی پا جن کا چراغِ بزمِ وحدت ہے
انھیں کا فیض ہے جو دور ہے خالق کی رحمت کا

حقیقت میں تمہیں ہو افتخارِ ساجدیں مولا
تمہارے سر پہ سہرا بندھ گیا حق کی اطاعت کا

بہشت آثار ہوں، مداحی کا ہے مجھ کو شرف بخشا
دیا مجھ کو بھی ہے مولا نے کچھ حصہ فصاحت کا

نہیں کھٹکا تجھے برزخ میں ہے محسن نہ گھبرانا
تجھے کیا ڈر فشارِ قبر و گرمیٔ قیامت کا

اُٹھے گا سُوئے مرقد میں علیؑ تشریف لاتے ہیں
یکایک ہو گا ہر قطعہ منوّر میری تربت کا

سلام

از پروفیسر حسن عسکری کاظمی ۔ جہلم

بہت بلند کیا دوش پر اٹھا کر بھی
علیؑ ولی ہیں محمدؐ گئے بتا کر بھی

علیؑ رسولؐ کی تصویر تھے شبِ ہجرت
کوئی تو دیکھتا چادر ذرا اٹھا کر بھی

اٹھا جہاں سے جو حبِ علیؑ سے بیگانہ
وہ سرخ رو نہ ہوا خون میں نہا کر بھی

علیؑ کے مدِ مقابل کی خسروی میں تو بہ
ملا قلم نہ اُسے ایڑیاں اٹھا کر بھی

وہی حسینؑ سے دعویٰ کرے محبت کا
جو مسکرائے قضا سے نظر ملا کر بھی

کچھ اور فرض بھی لازم ہے تم پہ اہلِ عزا
قرار آئے نہ رسمِ عزا منا کر بھی

غمِ حسینؑ میں دل خون ہو گئے بے شک
بھرا ہوا ہے خزانہ گہر لٹا کر بھی

مطلع
ادائے خاص سے اصغرؑ نے مسکرا کر بھی
غرورِ کفر کو توڑا ہے تیر کھا کر بھی

بلند ہو کے شہیدوں کے سر بنے پرچم
رہا خیالِ مراتب عروج پا کر بھی

سرِ حسینؑ نے قرآن کی تلاوت کی
دکھایا معجزہ نیزے پہ سر کٹا کر بھی

بہت بہائے زمانے کی آنکھ نے آنسو
یہ غم ہے تازہ حسن اشکِ خوں بہا کر بھی

سلام

از بسمل مظفر نگری مرحوم (یو۔پی)

اے سلامی گو نحیف و زار ہوں ؎ پھر بھی دشمن کے لئے آزار ہوں
کیوں نہ ہو قرباں مری جانِ حزیں ؎ ہیں علیؑ مرکز تو میں پرکار ہوں
مانتے ہیں خیبری لوہا مرا ؎ [illegible] آج بھی وہ تلوار ہوں
کاٹ کر رکھ دوں ابھی اعدا کے سر ؎ میں علیؑ کی تیغِ جوہر دار ہوں
شامیوں کے سر اڑا دیتی مگر ؎ میں مطیعِ مصلحت [illegible] ہوں
ساقیا! مجھ کو پلا دے جامِ شراب ؎ [illegible] ہوں
اے فرشتو! کیوں ڈراتے ہو مجھے ؎ میں غلامِ [illegible] ہوں
شکر کر یہ تنہا ہوا بسمل مگر ؎ [illegible] اعدا میں ابھی [illegible] ہوں

گلہائے عقیدت

از قاضی وصیّت علی۔ ڈان پیپر مارٹ راولپنڈی

کیا لکھوں میں معارفِ اسلام کا شرف ٭ میں نام کا شرف لکھوں یا کام کا شرف
گلریز ہے سدا، قلمِ حضرتِ غیاثؔ ٭ پیشنگوئی آپ کی الہام کا شرف
ایسا ادارہ نہیں، ممکن کسی سے ہے ٭ ظاہر ہوا ہے آپ سے اعلام کا شرف
جوہر جواہرات ہیں، مضمون نوادرات ٭ ساقی سے آپ پوچھئے اس جام کا شرف
تائیدِ حق میں جان کی بازی لگائی ہے ٭ احقاقِ حق ہے آپ کے اقدام کا شرف
پیغامِ حق سنایا ہے دنیا کو بے دھڑک ٭ وابستہ قلِ کفیٰ سے ہے پیغام کا شرف
ضعفِ دماغ میں دیا، زورِ قلم مجھے ٭ مفلوج کو یہ عزت، اکرام کا شرف

رطب اللساں وصیّت عاصی اسی کا ہے
آغاز میں دیا مجھے انجام کا شرف

شخصیات اسلامیہ

ایمانِ حضرت ابو طالب علیہ السلام

قسط نمبر ۴

از:- الحاج محمد لطیف صاحب نجفی آف چکوال (کویت)

"قال عبد المطلب۔ اوصیک یا عبد مناف بعدی۔ بموحد بعد ابیہ فرد" کہ اے عبد مناف (ابو طالبؑ) میں تم کو وصیت کرتا ہوں ایسے کی جو کہ اپنے باپ کے بعد فرد ہے، اکیلا ہے۔

ہم نے ایمانِ ابو طالبؑ کی پہلی قسط میں لفظ عبد مناف کے علاوہ فرد کا معنی بھی بیان کئے تھے کہ یہاں پر فرد سے مراد صرف یہی نہیں کہ جناب محمد صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم اپنے باپ کے بعد یتیم ہیں اور فرد یعنی یتیم ہو۔ بلکہ اس سے حضورِ پُرنور کی شخصیت کو اپنی ذات و صفات میں بھی فرد گردانا گیا ہے۔ کیونکہ جناب عبد اللہ بھی موحد تھے اور دینِ حنیف کے پیرو تھے۔ اور ان کی دینی خدمات کو خاصہ و عامہ نے اپنی معتبر کتابوں میں درج کیا ہے۔ اور یہ بھی تسلیم کیا ہے کہ جناب عبد اللہ والد ماجد حضور سرورِ کائنات اپنی صفات اور خوبی کردار میں اپنی مثال آپ تھے۔ اور ان کا ایمان اس قدر مستحکم تھا کہ جب جناب عبد المطلب نے چاہِ زمزم کو کھودنے کا قصد کیا تو جمعیت قریش آپ کے مانع ہوئی تو آپ کے دل میں ایک حسرت پیدا ہوئی اور دل کی گہرائیوں سے اپنے خالقِ مطلق سے دست بدعا ہوئے اور ایک نذر کی منت مانی۔ کہ کاش آج میرے فرزند کثیر تعداد میں ہوتے تو جمعیت قریش میرے اس نیک کام کی مانع نہ ہوتی۔ اے میرے پروردگار! تو مجھے اولادِ صالحین کثیر تعداد میں عطا فرما۔ تو میں اپنا سب سے پیارا فرزند تیرا فدیہ دوں گا۔ تو جب عبد المطلب جیسے موحد حقیقی کی دعا باب اجابت سے ٹکرائی۔ ملائکہ نے آمین کہا تو بارگاہِ الٰہی سے سند مستجاب عطا ہوئی۔ خداوند عالم نے حضرت عبد المطلب کو دس فرزند عطا کئے۔ جب یہ فرزندانِ ارجمند سن شباب کو پہنچے تو جناب عبد المطلب کو اپنی منت کا خیال آیا۔ اب یہاں پر مورخین نے اختلاف کیا ہے۔ بعض مورخین یہ کہتے ہیں کہ جناب عبد المطلب نے قرعہ اندازی کی اور قرعہ اندازی میں جناب عبد اللہ کا نام آیا۔ اور بعض مورخین یہ فرماتے ہیں کہ

عبدالمطلب نے الفاظ نذر میں یہ الفاظ فرمائے تھے کہ میں اپنا سب سے عزیز فرزند تیری بارگاہ میں ذبح کروں گا۔ بنا بریں مسلّم ہے کہ جناب عبدالمطلب کو اپنی تمام اولاد میں جناب عبداللہ محبوب ترین تھے۔ اور اس کی ایک وجہ یہ بھی کہ جناب عبداللہ جناب عبدالمطلب کی اولاد میں سب سے چھوٹے تھے اور والدین کو فطری طور پر اپنی چھوٹی اولاد سے زیادہ محبت ہوتی ہے۔

بہر نوع جناب عبدالمطلب نے جناب عبداللہ کو فدیۂ خدا قرار دیا۔ ادھر جب جناب عبداللہ کو اپنے والد ماجد کی نذر اور ان کے ایفائے نذر کے لئے ان کے انتخاب کا علم ہوا تو مسکراتے ہوئے آپ خدمت والد میں پہنچے۔ آداب و تسلیمات بجا لانے کے بعد عرض کرتے ہیں کہ میں نے سنا ہے کہ آپ نے جو نذر کی تھی اس کے ایفائے عہد کا وقت آ گیا ہے۔ اور قربانی کے لئے میرا نام تجویز ہوا ہے۔ آپ اپنے عمل خیر میں تاخیر نہ فرمائیں۔ میں انشاء اللہ صابر و حاضر ہوں۔ اسی لئے سرکار دو جہاں مقام فخر میں فرماتے تھے۔ "انا ابن الذبیحین" کہ میں دو ذبیحوں کا بیٹا ہوں۔ ایک جناب اسمٰعیل ذبیح اللہ اور دوسرے جناب عبداللہ ذبیح اللہ۔ تو جناب عبداللہ کی شان و ایمان کا کیا کہنا۔ آپ مبشر نبی الصفات قرار پائے اور جو عزت و عظمت اولاد عبدالمطلب میں جناب عبداللہ کو حاصل تھی۔ ان کے ماسوا کسی کو حاصل نہ تھی۔ اسی لئے تو جناب عبدالمطلب کا شعر دربارۂ وصیت سرکار دو جہاں ذو معنی ہے کہ میں جس کی وصیت کر رہا ہوں وہ اپنے باپ کے بعد فرد ہے۔ یعنی ایک تو اس کا باپ نہیں۔ یتیم ہے۔ دوسرا۔ جس طرح اس کے والد ماجد اپنی صفات و کمالات میں فرد تھے۔ لاثانی تھے۔ اب اسی طرح ان کا بیٹا اپنے کمالات، صفات و حسنات میں فرد ہے۔ لاثانی ہے۔ ——— تو اس مختصر تمہید کے بعد کوئی اہل علم و عقل اس بات سے انکار نہیں کر سکتا کہ جناب عبدالمطلب کو حضور صلعم کے بارے میں کچھ علم نہ تھا۔ حالانکہ جناب عبدالمطلب بھی نور رسالت و امامت کے متحمل تھے اور جو نور مقدس ان کی پیشانی سے ہویدا تھا۔ سرکار عبدالمطلب اس نور اور کمال نور کا مشاہدہ کر چکے تھے۔

علامہ مجلسی بحار الانوار میں تحریر فرماتے ہیں کہ جناب عبدالمطلب صحن بیت الحرم میں سو رہے تھے کہ آپ نے ایک حیرت خیز خواب دیکھا۔ حالت خواب میں کیا دیکھتے ہیں کہ ایک نور ان کی پیشانی سے ساطع ہوا جس کی شعاعیں مشرق تا مغرب، شمال جنوب اور آسمان کے گرداگرد اور تحت الثریٰ تک پھیل گئی ہیں اور جن کی روشنی سے تمام عالم چکا چوند ہے۔ آنجناب یہ حیرتناک خواب دیکھ کر بیدار ہوئے اور حرم بیت اللہ سے باہر تشریف لائے۔ جب ان کی قوم نے ان کی یہ حالت دیکھی تو ان کے گرداگرد جمع ہو گئے اور ان میں سے ایسے بھی جو کہ تعبیر خواب کا علم رکھتے تھے۔ جب لوگوں نے حضرت عبدالمطلب سے دریافت

کیا تو نجومیوں نے اپنا خواب کا تمام ماجرا اپنی قوم کو سنایا۔ تو تعبیر خواب کا علم رکھنے والے کہنے لگے کہ اے عبد المطلب! اس میں پریشانی کی کونسی بات ہے۔ یہ خواب تو تیرے لئے مسرت اور شادمانی کا موجب ہے۔ اس کی تعبیر تو یہ ہے کہ تیرے صلب سے ایک ایسا فرزند پیدا ہوگا جو کہ اطراف عالم حتیٰ کہ مخلوق سماوی پر بھی حکومت کرے گا۔ پھر حضرت عبد المطلب نے وقت ولادت حضور صلعم یہ مشاہدہ کیا۔ کیا دیکھتے ہیں کہ حجرۂ ولادت سے ایک نور طلوع ہوا جو آسمان و زمین اور اطراف عالم میں پھیل گیا۔ حضرت عبد المطلب کو فوراً اپنا خواب یاد آگیا۔ اور اس قدر مسرور ہوئے کہ مولود مسعود کو دیکھنے کے لئے بے چین ہوگئے۔ کنیز کو آواز دی کہ ان کو کسی چادر میں لپیٹ کر میرے پاس لاؤ تاکہ اس خارق عادت بچے کو دیکھ کر اپنی آنکھوں کو ٹھنڈک پہنچا سکوں۔ جب کنیز ان کو اٹھا کر لائی تو جناب عبد المطلب نے حضور صلعم کو اپنے سینے سے لگایا۔ ان کا ماتھا چومتے اور آنکھوں پر بوسے بھی دیتے جاتے تھے اور یہ الفاظ بھی فرماتے جاتے تھے کہ آج مجھے میرے خواب کی تعبیر مل گئی۔

ان سب واقعات سے یہ ثابت ہوتا ہے کہ نہ تو جناب عبد المطلب کی حیثیت کوئی عام حیثیت تھی اور نہ ہی انھوں نے حضور صلعم کو ایک عام بچہ سمجھا تھا۔ کیونکہ جناب عبد المطلب حضور صلعم کی ولادت باسعادت سے پہلے ہی موحد تھے۔ ان کا ایمان توحید قبل از ولادت آنحضرت ثابت ہے تو پھر ان کو کون سا امر مانع تھا کہ وہ معجزات رسول اور خوارق عادت عمل مشاہدہ فرما کر یہ سمجھنے پر مصر رہیں کہ یہ بچہ عام بچہ ہے یا کہ وحدہٗ لاشریک کا بھیجا ہوا آخری نمائندہ ہے۔ اب یہ قارئین کرام کے جلائے قلوب کے لئے ایک تاریخی واقعہ پیش کرتے ہیں۔ جس کو خالق مطلق نے قرآن مجید میں ذکر فرمایا ہے اور اس واقعہ کی اجمالی کیفیت سورۂ فیل میں درج فرمائی ہے۔ اس واقعہ سے جناب عبد المطلب کی فہم و فراست، جاہ و حشمت اور ایمان توحید روز روشن کی طرح عیاں ہیں۔ واقعہ یوں ہے کہ جب ابرہہ گورنر یمن اپنے تمام لشکر کے ساتھ خانہ خدا پر حملہ آور ہوا اور بیت الحرام کو مسمار کرنا چاہا۔ اس مقصد کے تحت جب وہ سر زمین مکہ پر پہنچا تو پہلے اس نے مکہ کے اردگرد کے علاقہ پر قبضہ کیا۔ اور جن علاقوں پر اس نے قبضہ کیا تھا، ان میں سے کچھ علاقہ جناب عبد المطلب کا بھی تھا۔ اس علاقے میں جناب عبد المطلب کے کچھ اونٹ بھی تھے، جن کی تعداد بعض مورخین نے دو سو لکھی ہے۔ ابرہہ نے ان اونٹوں کو بھی اپنے قبضے میں کر لیا۔ جب جناب عبد المطلب کو خبر ہوئی اور وہ ابرہہ کی نیت بد سے واقف ہوئے تو بے خوف و خطر ابرہہ سے ملنے چلے گئے۔ ابرہہ نے جب ان کو دیکھا گیا کہ یہ کوئی معمولی آدمی نہیں ہے جو اس شان بے نیازی کے ساتھ مجھ سے ملنے آیا ہے۔ جب ابرہہ سے ملاقات ہوئی تو اس نے وجہ آمد دریافت کی تو جناب عبد المطلب نے کہا کہ تو نے میرے جو اونٹ قبضہ کر لئے ہیں میں ان کی واپسی چاہتا ہوں۔ یہ مطالبہ سنکر ابرہہ

قہقہہ مار کر ہنسا اور تحقیر آمیز الفاظ میں مخاطب ہوا کہ اے عبد المطلب میں نے سنا تھا کہ تم بیت الحرم کے متولی ہو۔ خانہ کعبہ کی چابی تمہارے پاس ہے اور تم سید القریش ہو اور ایام حج میں حجاج کی کفالت کرتے ہو۔ ان کو کھانا کھلاتے ہو اور حجاج کو اپنے ہاتھوں سے سیراب کرتے ہو۔ میں تو یہ سمجھا تھا کہ تم میری نیت سے واقف ہو اور میرا مقصد تم پر آشکار ہے۔ تم جانتے ہو کہ میں خانہ کعبہ کو گرانے آیا ہوں اور تمہارے اس بیت الحرم کو منہدم کرنا چاہتا ہوں کیونکہ نہ یہ چار اینٹوں کا گھر رہے گا اور نہ لوگ اس میں جمع ہو کر وحدہ لاشریک کا نعرہ لگائیں بلکہ تم مجھ سے خانہ کعبہ کی امان طلب کرو گے۔ مگر تم نے میرے تجربہ کے خلاف عمل کیا ہے۔ اس کی کیا وجہ ہے، تم نے مجھ سے خانہ کعبہ کی اماں کیوں نہ طلب کی۔ جب ابرہہ اپنی تقریر ختم کر چکا تو جناب عبد المطلب نے ایک ٹھوس اور مختصر جواب دیا جو کہ تاریخ میں بحروف جلی لکھا گیا ہے۔ آپؑ نے فرمایا۔ اے ابرہہ جس کی کوئی چیز ملکیت ہوتی ہے وہ اسی کے متعلق سوال کیا کرتا ہے۔ میں اونٹوں کا مالک ہوں لہٰذا میں اپنے اونٹ طلب کرتا ہوں۔ اور جو خانہ کعبہ کا مالک ہے وہ خود اس کو بچائے گا۔ کیونکہ جب میں اپنے اونٹوں سے غافل نہیں ہوں، تو یہ کیسے ہو سکتا ہے کہ وہ اپنے گھر سے غافل ہو اور جب وہ غافل نہیں تو پھر ہم کو خوف و فکر کرنے کی کیا ضرورت ہے۔ سبحان اللہ! کیا بصیرت آمیز جواب ہے۔ حضرتؑ کے یہ الفاظ عقیدہ توحید میں مومنین و مسلمین کے لئے اسوہ ایمان ہیں۔ یہ جواب دیکر حضرتؑ بڑے سکون کے ساتھ واپس آ گئے۔ اور سیدھے بیت اللہ شریف گئے اور دیوار حرم سے لپٹ کر بارگاہ ایزدی میں فریاد کرنے لگے۔ آپ نے اس موقع پر جو اشعار پڑھے وہ تاریخ کامل ابن اثیر جلد دوم میں لکھے ہیں۔

اَللّٰھم لا ارجو لھم سواکا - یارب فامنع عنھم حماکا
انّ عدوّ البیت من عاداکا - فامنعھم ان یخربوا قراکا

لاھم ان العبد یمنع رحلہ فامنع رحالک - والفرعلی آل الصلیب وعابدیہ الیوم آلک
ولئن فعلت فانہ امر تتم بہ فعالک - انت الذی ان جاء باغ نرتجیک لہ فذالک
ولوا لم یحوزوا ما سوی خزی وتھلکھم ھنالک - عمدوا حماک بکیدھم جھلاً وما رقبوا جلالک
جرّوا جموع بلادھم والفیل کی یسبوا عیالک - عمدوا حماک بکیدھم جھلاً وما رقبوا جلالک
ان کنت تارکھم وکعبتنا فامر ما بدا لک

(ترجمہ) اے میرے خدا! کون ہے بجز تیرے جس سے سہارا لے سکوں۔ اے پروردگار ان سے تو ہی بچا تو ہی اپنے گھر کی حفاظت فرما۔ اے خدا جو تیرے گھر کا دشمن ہے وہ تیرا بھی دشمن ہے۔ اور دشمن کو دور مت رکھ کہ ان کی حیلہ کامیاب نہ ہونے دینا۔ یہاں تک کہ وہ تیرا گھر تباہ کر دیں۔ خداوندا کیونکر یہ اصول ہے (کہ ہر

بیٹے اپنے مال کی حفاظت کرتا ہے لہٰذا تو بھی اپنے مال کی حفاظت کر۔ اور عیسیٰ ابن مریم کے مقلدین کے مقابلہ میں اپنے موحدین کی مدد فرما۔ آج وہ دن ہے کہ جس میں سوائے تیرے اس کام کی تکمیل نہیں ہو سکتی۔ اور تو وہ ہے کہ جب بھی کسی مظلوم نے کسی باغی کے خلاف تجھ سے مدد مانگی، تو اس کی مدد کرتا ہے۔ اے پروردگار ان کو نیست و نابود کر دے۔ ان کو کیفر کردار تک پہنچا دے اور ان کو ذلیل و رسوا کر دے۔ کیونکہ اتنی حقیر و ضعیف قومیں نے کسی بھی نہ تھی کہ اپنے خالق سے جنگ آزما ہو۔ یہ سب اپنے ملک سے اپنا پورا مجمع کو جمع اور لشکر کثیر اس لئے لیکر آئے ہیں کہ تیرے گھر کے پناہ گزینوں کو گرفتار کریں۔ اور ان کی سرکشی یہاں تک پہنچ گئی ہے کہ تیرے گھر پر حملہ آور ہیں اور تیرے جلال قدرت سے قطعاً انحراف کر چکے ہیں۔ اگر آج تو نے ان کو چھوڑ دیا اور ہمارے اس کعبہ کو محفوظ نہ رکھا تو میں پھر بھی تیری قدرت و عظمت سے نا امید نہ ہوں گا۔ کیونکہ تیرا ہر کام مبنی بر مصلحت ہے۔ لہٰذا اس میں بھی تیری مصلحت ہوگی۔

اب ہم ان سب اشعار کا ترجمہ مع تفسیر پیش کریں تو طوالت مضمون کا خوف ہے۔ مگر اہل ادب تو اندازہ کر سکتے ہیں کہ ان چند اشعار میں حضرت عبدالمطلبؑ نے کس معیار پر جذبۂ ایمان کا اظہار کیا ہے اور آنحضرتؐ کے ایمان میں کس قدر پختگی تھی۔ جس کا عشر عشیر بھی زمانۂ رسولؐ کے مسلمانوں کو نصیب نہ تھا۔ جو کہ معیتِ رسولؐ میں بھی سکون نہ حاصل کر سکے۔ اور اپنی جان کے خوف میں اس قدر گرفتار ہوگئے کہ رونے چلانے کی نوبت آ پہنچی اور رسولِ خدا کے سہارا دینے پر بھی مطمئن نہ ہو سکے۔

حضرت عبدالمطلبؑ کا شعر اس قدر جامع ہے کہ اس کی تشریح سے مستقل کتاب لکھی جا سکتی ہے۔ اے خدا تو ہی بتا کہ تیرے سوا کس سے سکون و قرار حاصل کیا جائے۔ اور وقتِ مشکل کس کو پکارا جائے اور کون ہے جو گرفتاران مصیبت کی مشکل کشائی کرے۔ یہ شعر اپنے دامن میں قرآن مجید کی کثیر آیات کا مفہوم لئے ہوئے ہے۔ مثلاً: اِیَّاکَ نَعْبُدُ وَاِیَّاکَ نَسْتَعِیْنُ۔ اَمَّنْ یُّجِیْبُ الْمُضْطَرَّ اِذَا دَعَاہُ وَ یَکْشِفُ السُّوْءَ۔ پہلی آیت تو امتِ مسلمہ کے ورد زبان ہے اور اسی آیت کی روشنی میں موحد حقیقی ہونے کا دعویٰ کرتے ہیں کہ بجز خدا کے کسی سے مدد نہ مانگو اور جن کا یہ عقیدہ ہو وہی سچے مسلمان ہیں۔ اب اس امتِ مسلمہ کو اپنے گریبان میں جھانک کر دیکھنا چاہئے کہ جو نزولِ قرآن کے بعد ان الفاظ کو دہرا رہی ہیں وہ تو سچے مسلمان ہیں۔ مگر جو نزول قرآن تو درکنار ولادت حضور صلعم سے بھی پہلے ایاک نستعین کا ورد کر رہا ہے۔ وہ اس امت کی نظر میں مومن و مسلمان ہی نہیں۔ سبحان اللہ کیا اجتہاد و قیاس ہے۔

حضرت عبدالمطلبؑ نے اپنے چند اشعار میں نصرت خدا پر ایمان، خانہ کعبہ پر ایمان اور حفاظت خانہ کعبہ بذمۂ خدا نیز مصلحت خداوندی سے ہٹ کر ابرہہ کو مقلدین مسیح اور اپنے آپ کو پیرو دین حنیف اور

اسلوب سے ثابت کیا ہے کہ ان کے یہ اشعار زمانہ رسالتمآبؐ میں بھی ضرب المثل کا مقام رکھتے تھے۔

الغرض یہ ہیں مختصر حالات زندگی جناب عبدالمطلبؑ کے وہ موحد حقیقی تھے اور اپنے فہم و فراست میں لاثانی تھے۔ اس درجہ کمال انسان کی حیثیت بھی کوئی معمولی نہ تھی۔ اور خصوصاً اتنے بڑے عشیرہ میں جمعیت قریش میں اور تمام اولاد بنی ہاشم میں۔ ان کی نظر انتخاب نے جس ہستی کو منتخب کیا تھا اس کو تسلیم کرنا پڑے گا کہ وہ ہستی بھی اپنے صفات و کمالات و حسنات میں لاثانی ہوگی۔

کوئی جاہل اور سرپھرا ہی یہ دلیل قائم کرے گا کہ ایسے مومن اور موحد حقیقی اور واقف رازِ نبوت دانندۂ سرِّ نبوت، محمد رسول اللہ کا مربی ایک کافر انسان کو بنا کر دنیا سے چلے گئے۔ ہرگز نہیں۔ بلکہ عبدالمطلبؑ جیسے انسان کامل کا مربی رسالت کا انتخاب حاسدین، منکرین اور معترضین کے منہ پر طمانچہ ہے۔ حضرت عبدالمطلبؑ نے حضور صلعم کی کفالت۔ ابوجہل، ابولہب، و عباس کو چھوڑ کر صرف حضرت ابوطالبؑ کے ذمہ لگائی۔ ان کا یہ فعل ثابت کرتا ہے کہ جس طرح میں موحد ہوں اور رسالت از عہد رسالت آشنا ہوں، اسی طرح یہ میرا بیٹا (عبد مناف) بھی موحد حقیقی ہے اور شان از عہد رسالت آشنا ہے۔ اسی لئے خدا کے آخری نمائندے کو اسی مرد مومن کی کفالت میں دے رہا ہوں کیونکہ میں یقین واثق رکھتا ہوں کہ یہ میرا بیٹا اپنا گھر لٹا دے گا، اولاد قربان کر دے گا، مگر محمدؐ اور دین پر آنچ تک نہ آنے دے گا۔

اب جو امت مسلمہ ایسے نصیر اور مربی رسالت پر بہتان لگائے اور ان کے قصر ایمان کو منہدم کرنا چاہے تو ان کی ذہنیت، ذہنیت ابولہب سے ہرگز کم نہ ہوگی۔

چونکہ اس الزام تراش امت کا نام تاریخ نے بنی امیہ اور بنی عباس رکھا ہے۔ جن کے چہروں پر اسلام کی نقاب تھی مگر باطن میں ذہنیت کے دلدادہ تھے۔ ایسی قوم کا ایک مرد مومن پر بہتان عظیم چاہے تعجب نہیں۔ کیونکہ جن کا علم اور قیاسی اجتہاد جگر گوشۂ رسولؐ کو بغاوت کا خطاب دے سکتا ہے، وہ رسالت کو کفر کا خطاب بھی دے سکتا ہے۔ (باقی آئندہ انشاء اللہ)

بقیہ صفحہ ۱۱ سے آگے:۔ و مرجع الدینیہ الاعلیٰ حضرت آقائی الحاج سید محمد کاظم دمتع اللہ المومنین بطول بقائہ، پیش کیا کریں گے۔ مراجعین کی سہولت کے لئے ہم "مختصر الاحکام" سے شروع کیا کریں گے اور جہاں ضروری سمجھیں گے حاشیہ سے کام لیں گے ۔ واللہ اعلم بالصواب والیہ المرجع والمآب۔ سبحان ربک رب العزت عما یصفون۔ وسلام علی المرسلین والحمد للہ رب العالمین۔ (باقی

مدیر محترم تعلیم القرآن راولپنڈی

کی خدمت میں

ماہنامہ تعلیم القرآن مذہب شیعہ کے خلاف دن بدن جارحیت اختیار کرتا جا رہا ہے۔ یہ جانتے اور سمجھتے ہوئے بھی کہ مذہب شیعہ کے خلاف مصنفین کی کتب اغلاط کا پلندہ ہیں۔ مصنفین عربی چھوڑ فارسی سے بھی نابلد ہیں۔ ان کا انداز بیان سخت ناخوشگوار ہے۔ پھر بھی فاضل مدیر ایسے لٹریچر کو شیعہ کے خلاف ایک دستاویز قرار دیتے ہیں۔ جب ہم نے ان کے تبصرہ پر ماہنامہ المبلغ سرگودھا میں تعاقب کیا تو ہمارے مضمون کو پرانی روایت کے مطابق مطاعن صحابہ کا عنوان دیکر عوام کو بھڑکانا شروع کر دیا۔ ہمارے جوابی آداب مضامین جب المبلغ میں شائع ہونے شروع ہوئے تو بحث کے خاتمہ کی اپیل کر دی۔ ہم نے اتحاد اسلامی کے پیش نظر اسے رد نہ کیا بلکہ خندہ پیشانی سے بحث کا خاتمہ کر دیا۔

مگر مقام تعجب ہے کہ فاضل مدیر تعلیم القرآن کا حال یہ ہے بدستور مذہب شیعہ کے خلاف اپنا شوق پورا کئے جا رہے ہیں۔ ہم مجبور ہو کر ان کو اس امر سے آگاہ کرنا اپنا حق سمجھتے ہیں کہ وہ باقاعدہ طور پر تقریراً یا تحریراً ہم سے گفتگو کر لیں۔ اس حقیقت سے انکار نہیں کہ ان کے ہمارے مابین مسئلہ امامت و خلافت میں اختلاف ہے۔ ہمارے ہاں یہ اصول دین میں سے ہے اور ان کے ہاں بھی اسے اس قدر اہمیت حاصل ہے کہ اس کی خاطر پیغمبر اسلام حضور آقائے نامدار صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی تجہیز و تکفین تک ترک کر کے سقیفہ بنی ساعدہ میں اجلاس منعقد کیا گیا۔ لہٰذا گفتگو اسی مسئلہ پر مناسب رہے گا۔ اگر فاضل مدیر تعلیم القرآن تیار ہیں تو شرائط طے کر لیں۔ ورنہ اپنے ماہنامے کے صفحات مذہب شیعہ کے خلاف سیاہ کرنا ترک کر دیں۔ صلائے عام ہے یاران نکتہ داں کے لئے

(سید جاوید حسین مرتضیٰ نجفی ایم اے۔ ناظم اعلیٰ مرکز تحقیقات اسلامیہ سرگودھا)

ضروری اعلان

معارف اسلام کا آئندہ شمارہ علی و فاطمہ نمبر ہوگا۔ جو کہ اپنی حسب معمول اشاعت سے زیادہ تعداد میں چھپے گا۔ تاجران کے لئے اشتہار دینے کا نادر موقع ہے۔

نرخنامہ اشتہارات ۔	فی صفحہ اندرونی	۳۰/۰۰
	½ صفحہ ۔	۱۵/۰۰
صفحہ ٹائیٹل اندر یا باہر ۔	فی صفحہ	۲۰۰/۰۰
	½ ۔	۱۰۰/۰۰

شعرائے کرام علمائے عظام اور ذی علم مضمون نگار حضرات اپنے اپنے تحقیقی مضامین ۳۰ جون ۱۹۶۷ء سے پہلے پہلے ارسال کر دیں۔

(مینیجر)

انجمن غلامان شبیریہ الحسنین شورکوٹ

کا سالانہ انتخاب

صدر: ملک حمید نواز صاحب

نائب صدر: علمدار حسین بخاری۔ ملک ملازم حسین

سیکرٹری: ملک ممتاز حسین کھرل

خزانچی: شیخ سجاد حسین

جوائنٹ سیکرٹری: ماسٹر منظور حسین

آڈیٹرز: ماسٹر سعید الحسن۔ سید ندیم عباس شاہ گیلانی

جناب غلام شبیر ترین بی۔ اے۔ ایل ایل بی

سیکرٹری نشر و اشاعت: سید گوہر علی شاہ گیلانی

انسپکٹر: سید محبوب حسین شاہ صاحب۔

شیخ سجاد حسین صاحب۔

انجمن محبان اہلبیت رجسٹرڈ بلوچستان

کوئٹہ

کوئٹہ میں عید میلاد النبی کا عظیم الشان تاریخی جلسہ

انجمن محبان اہلبیت (رجسٹرڈ) کوئٹہ بلوچستان کے زیر اہتمام خارج علماء پر ایک عظیم الشان اجلاس بسلسلۂ عید میلاد النبی منعقد ہوا جس میں مولانا قاری یار محمد صاحب اور حافظ ذوالفقار علی صاحب مدظلہ نے سیرت النبی پر روشنی ڈالتے ہوئے اتحاد بین المسلمین پر زور دیتے ہوئے کہا کہ ہمیں چاہیے کہ ہم سب ایک پلیٹ فارم پر اکٹھے ہو جائیں اور دین محمدی کی خدمت کریں۔ جلسہ ہذا کی صدارت اور دیگر انتظامات وحدت حسینی انجمن ہذا نے سرانجام دئے۔ سید عباس سیکرٹری

اطلاعات و اعلانات

بعض مضامین کے متعلق ضروری اعلان

ملک کی تازہ صورتِ حالات اور گورنمنٹ غالب کے اعلان مجریہ یکم جون ۱۹۸۲ء سے تعاون وتسہیل کی وجہ سے جو کر مطابق ریلیو ریلیف کمیشن کی وجہ سے پیدا ہو گئے ۔ مندرجہ ذیل مضامین جو کتابت ہو کر پریس میں جا چکے تھے ، روک دیئے گئے

(۱) ہر دو مضامین " حقائق و واقعات " ص ۳۹ سے ص ۴۷ تک

(۲) مضمون زیر " حقوق نسواں " ص ۱۱ سے ص ۳۳ تک

اگرچہ یہ ہر سہ مضامین جو آیا لکھے گئے اور معقولیت و استدلال کو ہاتھ سے نہیں جانے دیا گیا ۔ مگر برسبیل احتیاط شائع کرنے سے روک دئیے گئے ۔ تاکہ کسی معمولی سے معمولی نازک طبع پر گراں نہ گزرے یہ انشاء اللہ آئندہ اشاعت میں درج ہوں گے ۔ قارئین کرام معذرت فرمائیں ۔ یہ اصل مضمون تقریباً بلا تغیر کیلئے

آئندہ شمارہ "علی و فاطمہ نمبر" ہوگا

جو حسب دستور سابق امسال بھی اپنی تمام تابانیوں کے ساتھ نہایت عقیدت و احترام سے ادارہ معارف اسلام شائع کرنے کی سعادت حاصل کر رہا ہے یہ خصوصی شمارہ عام شماروں سے کہیں زیادہ تعداد میں شائع ہوگا ۔ (ادارہ)

اگر آپ یہ خصوصی شمارہ گھر بیٹھے حاصل کرنا چاہتے ہیں تو آج ہی " معارف اسلام " اپنے نام جاری کرالیں ۔ تاکہ علی و فاطمہ نمبر آپ کو گھر بیٹھے مل جائے علاوہ ازیں معارف اسلام سال میں چار اور خصوصی شمارے بھی شائع کرتا ہے ۔ مثلاً ذبح عظیم نمبر ، اربعین نمبر ۔ ولادت نمبر اور آخر الزمان نمبر وغیرہ

موقع سے فائدہ اٹھائیں

اپنی مصنوعات کے فروغ کے لئے آج ہی ادارہ معارف اسلام میں اشتہار دے دیں ۔ تاکہ خصوصی شمارہ " علی و فاطمہ نمبر " میں مناسب جگہ مل سکے یہ خصوصی شمارہ عام شماروں کی نسبت زیادہ تعداد میں شائع ہوتا ہے اور ملک کے کونے کونے میں پہنچتا ہے علاوہ ازیں معارف اسلام بیرون ملک مشلاً انگلینڈ تنزانیہ کینیڈا اور عرب ریاستوں میں ہر جگہ جاتا ہے ۔

کاغذ کی گرانی اور کمیابی کے باوجود شرح اشتہارات نہایت کم رکھی گئی ہے ۔ جو حسب ذیل ہے :-

اندرونی صفحات فی صفحہ	۳۰/- روپے
اندرون و بیرون ٹائیٹل "	۲۰۰/- "

علمائے کرام اور اہل قلم حضرات سے درخواست

کہ وہ اپنے تحقیقی و تبلیغی مضامین ... کے متعلق ... جتنی جلد ہو سکے بھیج دیں۔ مضامین نہایت مختصر مگر جامع ہوں۔ کاغذ کی کمیابی اور گرانی ملحوظ خاطر رہے۔ (مدیر)

شعرائے عظام نوٹ فرمالیں :-

کہ وہ اپنا تازہ کلام اور ... تک ارسال کر دیں۔ کلام بھیجنے سے پہلے تسلی کر لیجئے کہ اس میں کوئی .... دوسرے حوالے سے گریز فرمائیں۔ غیر معیاری چیز شائع نہ ہوگی۔ (مدیر)

آپ اپنے عطیات

اور سہم امام کی رقوم ادارہ معارف اسلام کے اکاؤنٹ 6479 حبیب بنک شاہ عالم مارکیٹ لاہور میں براہ راست جمع کرا سکتے ہیں۔ ادارہ

جن ممبران وخریداران

کے ذمے بقایاجات ہیں، وہ اپنی پہلی فرصت میں ادا کریں۔

مضمون نگار اور شعرائے کرام

اپنے مضامین و منظومات مختصر مگر جامع کاغذ کے ایک طرف خوشخط لکھیں۔ کاغذ کی گرانی کے پیش نظر طوالت سے گریز فرمائیں۔

محترم ذاکر حسین صاحب

لاہور سے رقمطراز ہیں کہ مجھے یہ ... آئے دن اخبارات میں یہ خبر ... پڑھ کر بہت ... ہے کہ ہم آپس میں ایک دوسرے ... میں لگے ہوئے ہیں اور ... بات ہے کہ ہم آج تک اپنے جائز مطالبات ... نہیں کر سکے ... میں ... علمائے کرام سے درخواست کرتا ہوں کہ وہ ... پلیٹ فارم پر اکٹھے ہو کر ایک ... ان مطالبات کے حصول کے لئے ... جو عرصہ دراز سے تشنہ تکمیل پڑے ہیں ... کہ میری اس گذارش پر قوم کان دھرے گی۔ ...

ذاکر ... روڈ ۔ لاہور

دی ہوئی چیز واپس کرنا اخلاقی جرم ہے

یوم شریکۃ الحسین سلام اللہ علیہا

بہتر سال گذشتہ ... اپنے ... دستور سابق امسال بھی نہایت عقیدت ... ساتھ منعقد کر ... گلشن شاہ میں ... منعقد ہو رہی ... ملک کے ... ذاکرین اور شعرائے عظام اپنے ... پیش کریں گے۔ السید ...

کارِ خیر میں حصہ لینے اور ثواب حاصل کرنے کا نادر موقع!

خاتونِ کربلا حضرت ثانیٔ زہرا سیدہ زینب سلام اللہ علیہا کے مشہور سوانح حیات یعنی کتاب مستطاب مظلومۂ کربلا کے دوسرے ایڈیشن کی اشاعت میں آپ حصہ لے سکتے ہیں۔ پہلے ایڈیشن سے بہتر صورت میں شائع کی جائے گی۔ سید الاطباء حکیم سید عالم شاہ صاحب کاظمی المشہدی کی تصانیف میں سے ہے۔

لہٰذا وہ حضرات جو اہلبیتؑ اطہار کے محب ہیں اور مصائب اہلبیتؑ میں شریک ہو کر دربار محمد و آلِ محمد اپنا نذرانۂ عقیدت پیش کرنا چاہتے ہیں۔ وہ زیادہ سے زیادہ عطیہ بھیج کر ثواب دارین حاصل کریں۔ کتاب حسبِ معمول قومی ملکیت ہے کسی کی ذاتی ملکیت نہیں۔ اس کی تمام آمدنی نشر و اشاعت دین میں صرف ہوگی۔

مدیر معارف اسلام۔ لاہور

صاحبانِ ایثار متوجہ ہوں

حضرت اعلم العلماء جامع الشرائط مجتہد اعظم آیۃ اللہ سید السادات آقائے شریعتمداری مدظلہ۔ قم۔ ایران نے ادارہ ہذا کو نشر و اشاعت و تبلیغ دین خمس کے سہم امام میں سے پچاس ہزار سالانہ خرچ کرنے کے لئے اجازہ مرحمت فرمایا ہے۔

چونکہ ادارہ ہذا کی چند ایک کتابوں کی اشاعت سرمایہ کی وجہ سے رکی ... صاحبان ایثار سے التماس ہے کہ وہ سہم امام میں سے ... ناصران محمد و آلِ محمد کی سنہری فہرست ...

مدیر اعزازی
غیاث الدین

جنرل سیکرٹری: خواجہ سراج الدین قریشی

ادارہ معارف اسلام رجسٹرڈ پاکستان
لاہور

... اسلام ... پاکستان ...

دینی معلومات کے لئے

ادارہ معارف اسلام رجسٹرڈ سے کتابیں خریدیں۔ اس سے ادارہ کو بھی تقویت ملے گی۔ فہرست حسب ذیل ہے

نمبر شمار	نام کتب	قیمت
۱	فقہ تفسیر برائے از علامہ امداد حسین صاحب کاظمی المشہدی	۵/-
۲	حقیقت جنگ کربلا	۲/-
۳	عقائد اسلام	۱/-
۴	اسلامی معاشرہ	۱/-
۵	حکومت ربانی	-/۵۰
	بشریت رسول	-/۵۰
	آئین شرعیہ	-/۳۱
	... رسول علی	-/۲۵
	... آزادی کا مفہوم	-/۱۵
	... رسالہ ...	-/۶۲
	امام اور اسوۂ صحابہ کرام	-/۲۵
	... دی کی ...	-/۵۰
	اعجاز ...	-/۵۰
	شب خورشید شاہد ...	-/۲۵
	قیمت ۲/-	...
	فرقے اور مسالک	۱۲/-

نمبر شمار	نام کتب	قیمت
۱۹	اقتصادی مشکلات کا حل	-/۲۵
۲۰	تحفۂ زوجین	۲/۰
۲۱	اسلام (انگلش)	-/۳۷
۲۲	تثلیث الوہیت مسیح	-/۲۵
۲۳	مرگ باشرف	۲/-
۲۴	محرکات عزا	۴/-
۲۵	معرفت امام مبین	۳/-
۲۶	دینیات رسول سفید کاغذ	۵/-
	" نیوز پرنٹ کاغذ	۳/-
۲۷	رد تثلیث الوہیت مسیح	-/۲۰
۲۸	مسیح کی خوشخبری	-/۲۵
۲۹	فونڈرز آف اسلام	-/۶۲
۳۰	وصی رحمۃ للعالمین	۲/-
۳۱	تثلیث اور کفارہ	-/۲۵

درج ذیل چھ کتب کا سیٹ (نظم) کل قیمت ۱۲ روپے۔ کتابوں کے نام درج ذیل ہیں۔ شعور عرفان۔ نقوش عرفان۔ شجرۂ عرفان۔ زنجیر جلال۔ امید بہار۔ تحفۂ رشیدیہ از حضرت علامہ اسمٰعیل بنارسی

ملنے کا پتہ: ادارہ معارف اسلام رجسٹرڈ ۱۰۔بی شاہ عالمی گیٹ لاہور

حق برادرز ...